تجارت اور مسلمان

(از جناب حافظ عبدالمالک صاحب کاظم چکنہروی)

عزیزان ملت! قوموں کا عروج وزوال۔ فنا و بقا۔ تمدن و معاشرت کی تہذیب وتنظیم یہ سب امور تجارت پر موقوف ہیں۔ بلکہ دور حاضرہ میں سلطنتیں تک اسی تجارت کی بدولت قائم۔ اور اپنے حلقۂ فرمانروائی کو وسیع کر رہی ہیں۔ دور جانے کی کیا ضرورت ہے پہلے ہم کو اپنی ہمسایہ قوم ہنود پر نظر ڈالنی چاہیے کہ آج تجارت اس کے ہاتھ میں ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کا عیش وآرام اس کے رحم وکرم پر موقوف ہے۔ ہندوستان کے اس حصہ کو نظر انداز کیجئے۔ جہاں ہنود بحیثیت مردم شماری مسلمانوں سے زیادہ ہیں بلکہ اس گوشہ پر غور کیجئے جہاں مسلمان مردم شماری میں ہندوؤں سے زیادہ یا برابر ہیں۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ وہاں ہنود قلت آبادی کے باعث مفلوک الحال اور مسلمانوں کے دست نگر ہوتے۔

مگر ہماری حیرت کی کوئی انتہا نہیں رہتی جب ہم دیکھتے ہیں کہ وہاں بھی ہنود کی قلیل جماعت متمول۔ صاحب جائیداد۔ اور محتاج الیہ بنی ہوئی ہے۔ ہر مسلم کی گردن قلادۂ رہن وسود میں مربوط دکھائی دیتی ہے۔ سر سے پیر تک کی ہر ضروری چیز اسی قوم سے لی جاتی ہے۔ مسلمانوں کا شریف سے شریف خاندان بھی قرض۔ رہن۔ ناداری کی پریشانی میں مبتلا ہے۔ دوسری جانب ہر رذیل سے رذیل شخص آسودگی اور بے نیازی کی زندگی گذارتا ہے۔ اس قوم کے تمول۔ صاحب جائیداد۔ اور آسودگی کے اسباب محتاج دلائل نہیں بلکہ بلا کسی برہان کے صاف معلوم ہو رہے ہیں کہ اس قوم کے قبضہ میں تجارت ہے۔ اسلئے یہ ہر جگہ عیش وعشرت سے زندگی بسر کرتی ہے۔ مسلمان قومی حیثیت سے تنزل میں ہیں اور ہنود یوماً فیوماً تمدنی زندگی میں ہم سے ترقی پر ہیں اور ترقی کر رہے ہیں۔ مسلمانوں کی تمدنی ومعاشرتی زندگی بالکل تباہ وبرباد ہوتی جاتی ہے اسی کے ساتھ ہی یورپ کی اقوام کا مطالعہ بھی نہایت ضروری ہے۔ جنکی اجتماعی اور انفرادی زندگی قابل رشک معلوم ہوتی ہے۔ یورپ کا تمول اس کی سرمایہ داری محکوم اقوام کی زندگی کے ہر شعبہ پر قابض ہے تا آنکہ مہد سے لیکر لحد تک کے طویل زمانہ میں ہر قدم پر یورپ کی محتاج ہیں۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ اس کی وجہ محض تجارت ہے۔ چنانچہ تاریخ بتلاتی ہے کہ جب سر طامس رو ہندوستان میں آیا تو بڑے عجز وانکسار سے دربار جہانگیری میں داخل ہوا۔ اور ایک کاغذ حضور عالی میں پیش کیا وہ کیا تھا؟ یہ کہ ہم انگریزوں کو بندرگاہ سورت پر چند کوٹھیاں بنانے کی اجازت اور انڈیا میں ہماری تجارت پر محصول معاف ہو۔ دریادل بادشاہ نے سب کچھ منظور کر لیا۔ اور آج آپ دیکھتے ہیں کہ انگریز اسی تجارت کرنے کی وجہ سے ہم پر حکومت کر رہے ہیں ہندوستان کیا بلکہ یہانتک کہ ان کی سلطنت میں سورج کبھی غروب نہیں ہوتا۔ غرض کہ دنیا کی تمام قومیں میدان تمدن میں انفرادی اور اجتماعی حیثیت سے نہایت سرعت کے ساتھ پیش قدمی کر رہی ہیں۔ صرف مسلمانوں کی ایک قوم ایسی ہے جو اس ترقی کے دور میں تنزل اور پستی کی جانب گری جا رہی ہے۔ اجتماعی حیثیت سے مسلمانوں میں تجارت نام کو نہیں ہے جس کا ثمرہ یہ ہے کہ

ان کی تمام دولت دوسروں کے ہاتھ جاکر ان کو متمول کر رہی ہے اور ان میں افلاس و تنگدستی کی تخم پاشی ہو رہی ہے
میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر مسلمانوں کو تجارت سے اس قدر نفرت اور بُعد و ہجر کیوں ہے۔ بعض مسلمانوں کو یہانتک کہتے سنا ہے کہ تجارت ہمارا پیشہ نہیں ہے۔ یہ تو بنیوں اور مہاجنوں کے شایانِ شان ہے۔ لیکن اس انکار کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی۔ جبکہ ہم قرآن کریم میں اس کے وجوب اور لازمی ہونے کے احکام پاتے ہیں اگر ہمارے دماغوں کا اختلال اس درجہ متجاوز ہو چکا ہے کہ ہم دیگر اقوام کی ترقی کے اسباب کو روز روشن کیطرح صاف دیکھکر بھی اپنی حالت میں تبدیلی نہیں پیدا کر سکتے تو ہمیں ہوشیار اور بیدار ہو کر احکام قرآن حکیم اور اسوۂ رسولؐ و صحابہؓ پر تو ضرور غور و فکر کرنا چاہیئے کہ ہماری ترقی و اصلاح کا طریقہ ان سے بہتر کوئی نہیں بتلا سکتا۔ اور نہ ان کے فرمودہ احکام کے سوا ہم کسی اور کی اتباع و پیروی کر سکتے ہیں۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے۔

لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً الآیۃ (سورہ النساء) — ناحق ایک دوسرے کا مال خورد بُرد نہ کیا کرو ہاں تجارت کے ذریعہ رضامندی کے ساتھ کھاؤ۔

فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ۔ (سورہ جمعہ) — جب نماز ہو چکے تو اپنی اپنی راہ لو اور خدا کے فضل یعنی معاش کی تلاش میں لگ جاؤ۔

رَبُّكُمُ الَّذِيْ يُزْجِيْ لَكُمُ الْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ (بنی اسرائیل) — تمہارا پروردگار وہ قادر مطلق ہے جو جہازوں کو سمندروں میں چلاتا ہے تاکہ تم اس کے فضل میں معاش تلاش کرو۔

وَالْفُلْكِ الَّتِيْ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ (سورہ البقرہ) — اور وہ کشتیاں اور جہاز جو لوگوں کی مفید اشیائے تجارت لیکر دریا اور سمندر میں برابر چلتی ہیں۔

مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (سورہ المائدہ) — اللہ کا یہ ارادہ نہیں کہ تم پر تنگی ڈالے۔ اللہ کا ارادہ تو یہ ہے کہ وہ تمہیں پاک کرے اور اپنی نعمت پوری بھیجے تاکہ شکر کیا کرو۔

داعی اسلام حضور پرنور علیہ السلام نے تجارت ہی سے اپنی زندگی کا آغاز فرمایا تھا۔ آپ تجارت ہی کو پسند فرماتے تھے اور دنیا جانتی ہے کہ آنحضورؐ نے پیاری امت کیلئے کیسا کامیاب اور قابل تقلید علی نمونہ تجارت پیش کیا تھا۔

کاش وہ مسلمان جو عملاً گدائی کو تونگری اور فقر کو غنا پر ترجیح دیتے ہیں اور اسے اسلام سمجھتے ہیں۔ حضور پرنور کے اس ارشاد پر غور و فکر کریں اور شرمندہ ہوں:۔ اَنْ تَدَعَ اَنْتَ وَرَثَتَكَ اَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ اَنْ تَدَعَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ . . . . . یعنی یہ بہتر ہے کہ تم اپنے وارث کو غنی اور مالدار چھوڑ کر مرو بہ نسبت اس کے کہ وہ تہیدست و محتاج ہوں۔ اور لوگوں کے سامنے سوال کیلئے ہاتھ پھیلائیں (صحیح بخاری کتاب الوصایا)

خلیفۂ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ تاجر تھے اور آپ ہمیشہ اسی تجارت کے ذریعہ سے اسلام کی وہ شاندار خدمات بجالاتے رہے جو قیامت تک مایۂ ناز اسلامیاں رہیں گی۔